www.Paksociety.com
موم کی محبت
راحت وفا
READING
Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

مجھے تو تم نے قریب رہ کر بھی جو اذیتیں دیں
تم اب جدائی کے موسموں میں اٹھانا جو عذاب لکھنا
ہزار باتیں ہیں، چار راتیں ہیں اس سے کیا کہو گے
وہ چہرے پڑھ پڑھ کے یاد کرلو، وہ جاچکے تو کتاب لکھنا

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

سنجنا کی حقیقت عارض کے سامنے لاتے ہوئے معید صاحب عارض کوفوراً پاکستان بھیجنے کی کرتے ہیں جبکہ عارض سنجنا سے ایک بارمل کرحقیقت جاننا چاہتا ہے۔زینت آپا کے گھر ایک بڑی خوشی شرمین کی صورت آرہی ہوتی ہے اور وہ بوبی اور شرمین کی منگنی کا انتظام کررہی ہوتیں ہیں۔زینت آپا ہال کی بکنگ کے ساتھ مہمانوں کو بھی مدعو کرلیتی ہیں۔صفدر کے دل میں اب اپنے بچے کے لیے محبت جاگ جاتی ہے وہ زیبا کو بھی عبدالصمد کے لیے اپنے گھر میں رکھنے کو تیار ہے مگراب زیبا رہنے پر تیار نہیں ہے جہاں آرا بیگم زیبا کو سمجھانے کی کوشش کرتی ہیں تو زیبا صفدر کو حقیقت سے آگاہ کرنے کا کہتی ہے۔جس پر صفدر کے ساتھ کلثوم بیگم (زیبا کی ماں) غصہ میں آجاتی ہیں اور صفدر گھر سے نکل جاتا ہے۔عارض کی آمد پر آغاجی بے حد خوش ہوتے ہیں اس لیے صدقے کے بکرے یتیم خانوں میں بجھوائے گئے عارض آغاجی سے بات کرنا چاہتا ہے لیکن وہ عارض کو شرمین اور بوبی کی منگنی کا بتا کر ششدر کردیتے ہیں۔شرمین بوبی کے شکی مزاج اور بچکانہ طبیعت سے دل برداشتہ ہوکر اپنے سابقہ گھر آجاتی ہے یہ گھر اس نے زینت آپا کے ساتھ جانے سے پہلے آدھا پورشن کرائے پر دے دیا تھا اور یہاں آکر اسے گزرے دن یاد آنے لگے تھے جو اس نے اپنی ماں کے ساتھ خوشی وسکون سے گزارے تھے۔زینت آپا بستر سے جا لگی تھیں۔انہیں بھی بوبی کی جلد بازی اور بچپنے پر غصہ ہوتا ہے کہ آخر اس نے شرمین سے ایسی بات کیوں کی منگنی کا دن بھی اب قریب ہے اور اس پر شرمین کا یوں بغیر اطلاع گھر سے چلے جانے پر وہ حد سے زیادہ ڈپریشن کا شکار ہوتی ہیں دوسری طرف بوبی انہیں اپنی صفائی دینے کی کوشش کرتا ہے۔عارض شرمین سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس سے صبیح احمد کے بجائے بوبی کے انتخاب کی وجہ جان سکے لیکن شرمین اس کی کال اٹینڈ نہیں کرتی اور عارض کو مزید مایوس کردیتی ہے۔بوبی شرمین کو منانے کی کوشش کرتا ہے اور اس سے اپنے الفاظ کی معافی مانگتا ہے شرمین اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتی اسے معاف کردیتی ہے لیکن منگنی سے معذرت کرلیتی ہے جس پر بوبی غصہ کا اظہار کرتا گھر سے نکل جاتا ہے۔محبت نے ایک بار پھر شرمین کو دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے محبت اس کا امتحان لینا چاہتی ہے صبیح احمد کی محبت جو اس کے دل میں موم کی طرح جل رہی ہے اور پگھل رہی ہے صبیح احمد مرنے سے پہلے شرمین کے لیے ایک خط چھوڑ کر جاتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے بچے کے ذکر کے ساتھ اس کی ذمہ داری شرمین کو دینے کا لکھا ہوتا ہے۔شرمین محبت کے ہاتھوں مجبور ہوکر صبیح احمد کے بیٹے کو لینے اسلام آباد چلی آتی ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

❀ ...... ❀ ❀ ...... ❀

بنا پلکیں جھپکے وہ اپنے سامنے کھڑے سرخ وسفید، بھوری آنکھوں اور بھورے بالوں والے اذان کو دیکھ رہی تھی۔یا صبیح

احمد کو، وہ ہو بہو صبیح احمد کی کاپی تھا حیرت آڑے تھی کہ وہ کچھ کہتی اس نے بہت پیار سے پکارا۔
"ماما......" تو اس کی سماعت کو جھٹکا لگا۔
"ما......ما......!" اس کے نیم والبوں سے ہلکی آواز میں نکلا۔
"ماما جی۔" وہ شدت جذبات میں کہتا ہوا اس سے لپٹ گیا۔ ہاسٹل کے چیف ایگزیکٹو مسکراتے ہوئے بولے۔
"مسز صبیح احمد! رنجشوں میں رشتے مرجاتے ہیں یہ بچہ آج بولا ہے۔"
"مگر......!" وہ کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھی۔
"آپ لے جانا چاہتی ہیں اس سے بڑی کیا بات ہوسکتی ہے؟"
"جی لیکن ڈاکومنٹ میں کیا لکھوایا گیا ہے؟" اس نے پوچھا۔
"یہ آپ دیکھ لیں اپنے بعد آپ کا نام بچے کی تمام تر ذمہ داریوں میں درج کیا گیا ہے اور ہمارے اخراجات کے لیے ایک سال کی ادائیگی داخلے کے وقت کرادی گئی تھی اس کے بعد آپ سے رابطے کے لیے یہ آپ کا فون نمبر ہے اور یہ نمبر بیرسٹر ایم عالم بیگ صاحب کا ہے آپ ول کے سلسلے میں اور دوسرے تمام معاملات کے لیے ان سے رابطہ کرسکتی ہیں۔" چیف ایگزیکٹو شفیع باجوہ نے مختصراً ایک فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بتایا۔
"اور کچھ، صبیح کا رابطہ نمبر۔"
"اس میں ہے لیکن کافی دنوں سے انہوں نے فون نہیں کیا۔"
"او کے، اذان کا لیونگ لیٹر اور تمام ضروری کاغذات بنوادیں پلیز میں آج ہی اسے لے جانا چاہتی ہوں۔"
"ماما اب تو آپ ناراض نہیں ہیں نا۔" اذان خوشی سے مزید اس کی آغوش میں سمٹ گیا۔
"مسز صبیح غصہ حرام ہے اتنے پیارے بیٹے کو آپ نے ہاسٹل میں رکھا ہوا تھا۔" شفیع باجوہ صاحب نے انٹرکام بیل کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔ وہ خاموش ہی رہی۔
انہیں کیا بتاتی کہ یہ کیسا جھوٹ ہے، جو حق اور اپنائیت کے لباس میں صبیح احمد نے اسے دیا ہے اور کس قدر بے باکی سے بیٹے کو بھی یہ تربیت دی ہے کہ وہ "ماما" کہے اتنی بڑی آزمائش، اتنا بڑا جھوٹ، جسے نبھانے میں میری ساری عمر لگ جائے گی، محبت کے نام پر آدھی زندگی چاٹ لینے کے باوجود صبیح احمد کو سکون نہیں آیا مجھے جھوٹے رشتے کی زنجیر میں کس جرأت سے جکڑا ہے کہ کسی کو کیا بتاؤں، محبت کا نام ہمیشہ کے لیے جھکا دوں یا پھر اس کو عظمت عطا کردوں۔"
"مسز صبیح بچے کا سارا سامان چند منٹوں میں آجاتا ہے۔" شفیع باجوہ صاحب نے چونکا دیا۔
"جی...... شکریہ پلیز ٹیکسی میں رکھوادیں۔"
"جی ضرور، میں کہہ دیتا ہوں۔" انہوں نے فوراً انٹرکام پر سامان ٹیکسی میں رکھوانے کی ہدایت کی اور اذان کو گلے لگا کر پیار کرتے ہوئے کہا۔
"اب اپنی ماما کے ساتھ خوش رہنا اور بابا کی صلح کرادینا۔" اذان کے گال خوشی سے سرخ ہوگئے اثبات میں گردن ہلادی۔
"یہ میرا نہیں، محبت کا فرض بن گیا ہے۔" گہری سنجیدگی کے ساتھ اس نے کہا شفیع باجوہ صاحب کچھ نہ سمجھے۔
"مسز صبیح اختلافات ازدواجی زندگی میں آجاتے ہیں مگر ان کے اثرات بچوں پر پڑتے ہیں۔"
"آپ غلط سمجھ رہے ہیں بہرکیف اجازت دیجیے۔" وہ انہیں کہہ کر ایک دم ہی اذان کا بازو تھام کر کھڑی ہوگئی۔
"جی ٹیکسی میں سامان رکھا جاچکا ہوگا۔"
"شکریہ، اللہ حافظ۔"

''اللہ حافظ۔''
لاہور کے لیے بس میں سوار ہوتے ہی اس نے خوش خوش، چپس کھاتے اذان سے پوچھا۔
''آپ کو کس نے کہا کہ میں آپ کی ماما ہوں۔''
''ڈیڈی نے، ڈیڈی نے آپ کی فوٹو دکھائی تھی۔''
''کون سی فوٹو؟''
''ڈیڈی کے والٹ میں ہے' آپ ہمیں چھوڑ کے کیوں چلین گئیں تھیں؟'' اس نے بتاتے بتاتے ایک دم سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو وہ طویل سرآہ بھر کے فقط اتنا ہی کہہ سکی۔
''آپ نہیں سمجھو گے کچھ باتیں نا سمجھنے کے لیے ہوتی ہیں۔''
''ماما جی۔'' اس نے اس قدر پیار سے پکارا کہ اس کا دل مٹھی میں آ گیا جی چاہا کہ اس کے لب چوم لے۔
''ہنہہ۔''
''ڈیڈی کو بتا دیں کہ ہم ساتھ ہیں۔''
''لاہور پہنچ کر بتائیں گے۔''
''میں ڈیڈی کو بہت مس کرتا تھا اب تو انہوں نے فون بھی نہیں کیا بزی، بزی، بزی مین۔'' وہ معصومیت سے دل کی بھڑاس نکال کر اس کی طرف دیکھنے لگا تو وہ مسکرادی۔
''کہاں بزی ہوتے ہیں؟''
''پتا نہیں میں تو پاشا انکل کے پاس ہوتا تھا۔''
''پاشا انکل؟''
''وہ ہمارے ساتھ رہتے تھے نا۔''
''اور باقی لوگ۔''
''باقی تو نینی ہوتی تھی فلورا۔''
''اور کوئی نہیں۔'' اس نے صبیح کی بیوی کے بارے میں جاننا چاہا۔
''اور تو کوئی بھی نہیں۔'' اس نے چاکلیٹ ریپر کی قید سے آزادگی اور بھولپن سے بولا۔
''تو آپ کو یہاں کیوں چھوڑ گئے؟''
''تا کہ آپ مجھے لے جائیں۔'' اس نے خوشی سے گھنیری پلکیں جھپکیں شرمین کو اس پر پیار آیا۔
''اور اگر میں نہ آتی تو۔''
''تو میں رات کا کھانا بھی کبھی نہ کھاتا۔''
''کیا مطلب؟''
''میں رات کا کھانا نہیں کھاتا تھا کہ جب تک میرے ڈیڈی یا میری ماما نہیں آئیں گی میں نہیں کھاؤں گا۔''
''ویری بیڈ یہ کیا بات ہوئی؟''
''بس آپ دونوں کی رات کو یاد بہت آتی تھی نا۔'' اس نے چاکلیٹ کا مزہ لیتے ہوئے بتایا تو شرمین کا نرم دل رو پڑا اسے بانہوں میں بھر کر پیشانی چوم لی۔
''اب بے فکر ہو کر سو جاؤ میرے بازو پر سر رکھ کر۔'' وہ بھی جھٹ سو گیا جیسے مدتوں کا جاگا ہوا ہو اس نے خود بھی آنکھیں

مونڈلیس رات کا سفر تھا تمام مسافر ہی نیند کے ہلکورے لے رہے تھے۔ مگر وہ بند آنکھوں سے جاگ رہی تھی۔

''واہ...... صبیح احمد بہت شاطرانہ چال چلی ہے تم نے، معصوم اذان کو استعمال کیا، اس کے کچے ذہن میں میرا عکس محفوظ کردیا میں اب کیا کروں گی؟ کوئی رستہ، کوئی گلی، کوئی گھر میرے لیے نہیں چھوڑا، مجھے تم سے نفرت ہے نہ محبت پھر تمہارا بیٹا میرے بازو سے لگا کیوں بیٹھا ہے؟ اس کے وجود کو میرے احساس سے کیوں لپٹا دیا تم نے؟ کیا کہوں گی لوگوں کو کہ ایک بے وفا کی نشانی جیتی جاگتی زندگی میرے ساتھ کیوں ہے، یہ مجھے ماما پکارے اور میں شرمندگی سے خود کو ٹٹولوں چور نگاہوں سے اپنے اطراف میں دیکھوں تم نے وہی کیا جو تمہاری فطرت تھی بے نام، بنا سچائی کی محبت اور اب بے نام اور بنا سچائی کا رشتہ کتنے نڈر اور بہادر ہو کہ جھوٹ بولتے اور ریاکاری کرتے ذرا بھی تمہارے اندر خوف خدا نہیں جاگا تم شرمسار بھی نہیں ہوتے کتنی بے رحمی اور ڈھٹائی سے تم نے اس معصوم بچے کو خود سے الگ کردیا اور میرے حالات جانے بغیر میری مشکلات شمار کیے بغیر میں تو خود اپنی راہ کے پتھر چن رہی ہوں اور تم نے اس ننھے فرشتے کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈال دی۔'' سوچتے سوچتے ذہن تھک گیا تھا کہیں کسی وجہ سے بس ذرا دیر کو رکی تھی تو وہ چونکی اور پھر نیند سی آ گئی اذان مستقل اس کے بازو سے لپٹا سو رہا تھا۔

❁......❁❁......❁

عبدالصمد کو لے کر جب وہ زیبا کے گھر پہنچا تو وہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔ ننھی اپنے آفس گئی ہوئی تھی اور حاجرہ بیگم شاید باورچی خانے میں تھیں۔

''حیرت تو یہ ہے کہ جھوٹ اور دھوکہ جن کی فطرت ہو وہ اللہ کے دربار میں سرخرو ہونا چاہتے ہیں۔'' اس نے عبدالصمد کو بیڈ پر لٹایا اور تڑک کر چوٹ کی اس نے قرآن پاک بند کیا اور الماری میں رکھ کر عبدالصمد کو گود میں اٹھاتے ہوئے بڑے تحمل سے بولی۔

''کیا آپ کا دوست سچا ہے، بے گناہ ہے؟''

''ہاں، کیونکہ اس نے تمہاری فوٹو دیکھ کر کوئی ایسا تاثر نہیں دیا کہ وہ تمہیں جانتا بھی ہو۔''

''شاطر گناہ گار کب تاثر دیتے ہیں۔''

''بکومت اس نے فلرٹ ضرور کیے ہیں، مگر......!''

''فلرٹ کرنے والا پارسا ہوتا ہے۔''

''میں تمہارا خون کردوں گا میرے دوست پر الزام لگانا بند کرو۔'' وہ شعلہ بار نگاہوں سے گھورتے ہوئے چلایا۔

''پھر پہلے اس کو مجھ سے ملاؤ۔''

''مجھ میں اتنی جرأت نہیں کہ تمہاری بے حیائی کھول کر بیان کروں۔'' وہ حقارت سے بولا۔

''اس بے حیائی میں وہ بھی حصہ دار ہے۔''

''شٹ اپ......''

''یہ سچ ہے میں اپنے مجرم کو بھول نہیں سکی جاؤ جا کر پوچھو اس سے۔''

''کیا، کیا پوچھوں کہ میری بیوی نے اپنے جس عاشق کو اپنی ذات سونپ دی وہ تم ہو۔''

''ہاں وہی ہے کیونکہ وہ بے رحم ہی تھا۔'' ایک دم ہی زیبا کا لہجہ رقت آمیز ہوگیا۔

''اور تمہارا عاشق۔''

''وہ بھی وہیں تھا۔'' وہ رودی۔

''گویا عارض تمہارا عاشق تھا نہیں میں اس کی ہر بات سے آگاہ ہوں۔'' وہ سختی سے بولا۔

''تو ٹھیک ہے مجھے طلاق دے دو اب تو مجھے قطعاً ایسے شخص کے ساتھ نہیں رہنا جو مجرم کو دوست کہے اور مظلوم کو مجرم

سمجھے۔" وہ پوری توانائی کے ساتھ اجنبی لہجے میں بولی۔

"یہ شوق بھی پورا جلد کر دوں گا، بس ذرا نتیجہ نکال لوں۔"

"ہنہہ، دوست کے کالے کرتوت پر حرف نہ آئے۔"

"ایسا نہیں ہے اگر وہ مجرم نکلا تو اس سے دوستی ختم سمجھو۔"

"تو جاؤ، جانو سچ۔"

"یہ سچ کہ عارض نے تمہیں دھوکہ دیا تم سے محبت کی۔"

"نہیں، مگر میری چادر تار تار کی۔" وہ چلا اٹھی۔

"میں نے کیا گناہ کیا تھا جس کی پاداش میں تم مجھے ملیں میرا دوست میرا چین سب چھین لیا، کنگال کر دیا تم نے مجھے۔"
وہ غصے سے چلایا کہ عبدالصمد رونے لگا اور حاجرہ بیگم کمرے میں آ گئیں۔

"ارے کیا ہو گیا؟"

"کچھ نہیں آپ کی بیٹی نے میری زندگی اجیرن بنا دی۔" وہ تلملاتا ہوا یہ کہہ کر چلا گیا حاجرہ نے زیبا کو سختی سے دیکھا۔

"اللہ تم جیسی اولاد کسی کو نہ دے بھری تھالی میں لات مار کے پچھتاؤ گی۔"

"پچھتا رہی ہوں اپنے ہونے پر پچھتا رہی ہوں۔" وہ سسکیاں لینے لگی۔

"شوہر کے ساتھ جاتیں اس کے بچے کو جدا کر کے بیٹھی ہو۔"

"آپ کو حقیقت نہیں معلوم۔" وہ غصے سے بولی۔

"کیا حقیقت ہے اب بوتل سے یہ جن نکال ہی دو، ساس کی ایک نہ سنی، بچہ ان پر ڈال دیا اور اب شوہر آ گیا تو ساتھ جاتیں۔" حاجرہ بیگم شدید مشتعل ہو گئیں اس کے حوالے سے کافی عرصے کا غم وغصہ اندر جمع تھا۔

"آپ چاہتی ہیں کہ میں جاؤں تو میں یہاں سے چلی جاتی ہوں۔"

"ہاں جاؤ، بلکہ میں خود تمہیں چھوڑ کر آؤں گی۔ تیاری کرو۔" وہ غصے سے بولیں۔

"صفدر کے گھر؟"

"تو اور۔"

"وہ مجھے رکھنا نہیں چاہتے۔"

"کیوں، یہی تو اب میں پوچھوں گی۔"

"آپ فی الحال خاموش رہیں، عبدالصمد جاگ جائے گا۔" اس نے نرمی سے موضوع بدلا۔

"ماں ہوں اس لیے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔" حاجرہ بیگم بڑبڑا کر باہر چلی گئیں تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی، زندگی کی گتھی سلجھنے کے بجائے اور الجھتی جا رہی تھی اپنی بے بسی پر خود ہی آنسو بہانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا، وہ بے بسی سے رونے لگی۔

❁......❁❁......❁

آغا جی نے اسے اپنے کمرے میں طلب کیا تھا وہ آیا تو وہ فون پر بات کر رہے تھے اسے دیکھ کر انہوں نے پھر بات کرنے کا کہا اور فون بند کیا اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"جی بابا۔"

"یار، وہ ہندو لڑکی کی ضمانت کرا دی تھی مگر معید صاحب نے اور ہی کہانی سنائی ہے۔"

"کیا؟"

"وہ ہمارے اپارٹمنٹ کے باہر بیٹھی رہتی ہے، اپارٹمنٹ پر اوکشن بورڈ لگ چکا ہے مگر وہ باہر بیٹھی رہتی ہے تمہارا فون نمبر مانگتی ہے کچھ تو کہانی ہے نا۔" وہ بولتے رہے اور اسے حیرت ہوتی رہی۔
"پاگل لڑکی سے کوئی قول وقرار تو نہیں کیے تھے۔" آغا جی نے پوچھا۔
"کمال کرتے ہیں آپ۔"
"خیر ہ آپ کو شرمین سے رابطہ کرنا تھا۔"
"بابا اس کا نمبر آف جا رہا ہے۔"
"آف جا رہا ہے یا جھوٹ بول رہے ہو۔"
"بابا کیا میرا اعتبار بالکل ختم ہوگیا۔"
"پھر دیر ہو رہی ہے، اس نے منگنی کرلی تو۔"
"تو میری قسمت۔"
"مایوس نہیں ہوتے، اس سے ملنے کی کوشش کرو۔"
"کچھ نہیں، میں کرلوں گا رابطہ۔" وہ چڑ سا گیا۔
"کرلو، مجھے شرمین بیٹی کی خوشی دے دو۔"
"بابا مشکل ہے آپ نہیں جانتے وہ کس قدر برداشت سے گزر کر منگنی کا فیصلہ کررہی ہوگی۔" وہ بہت آہستہ سے بولا۔
"مجھے اپنے گھر کی ویرانی پر بہت افسوس ہوتا ہے۔" آغا جی سخت رنجیدہ ہوئے۔
"میری وجہ سے۔"
"سوچا کیا تھا اور ہوا کیا؟"
"بابا آپ کو جو ارمان ہے پورا کرلیں۔"
"کیسا ارمان ہ آپ کی شادی کا ارمان تو حسرت بن گیا۔" انہوں نے سرد آہ بھری اسے افسوس ہوا کیونکہ ایک یہی خواہش تو وہ دل میں رکھے ہوئے تھے۔
"آپ کردیں میری شادی۔"
"شرمین کو راضی تو کرو۔" وہ پھر جذباتی ہوئے۔
"بابا آپ کی خوشی پوری ہوجائے جس سے چاہیں کردیں، شرمین کوئی ضروری تو نہیں۔" آخری جملے پر اس کا لہجہ سنجیدہ ہوگیا۔
"شرمین کے سوا جی لوگے؟"
"بس، میں جا رہا ہوں۔" وہ مزید برداشت نہ کرسکا تو اٹھ کھڑا ہوا۔
"ایسا کرو میرے ساتھ چلو۔" وہ بولے۔
"بابا اور بھی مسائل ہیں پہلے مجھے بات کر لینے دیں۔"
"ٹھیک ہے مگر جلدی آج بلکہ ابھی۔"
"جی۔"
"اور ہاں اپنے لیے کچھ شاپنگ کرلو۔" انہوں نے کہا۔
"جی بہتر بابا ایک بات کہوں؟"
"ہنہہ۔"

''میرا فون نمبر دینے میں حرج کیا ہے میں اسے سمجھا دوں گا۔''
''ہرگز نہیں اسے معید صاحب خود وہاں سے اٹھوا دیں گے آپ شرمین سے رابطہ کرو بس۔'' آغا جی حد درجہ سختی سے بولے کہ وہ خاموش ہو گیا۔

٭……٭٭……٭

''ماما یہ ہمارا گھر ہے؟'' اذان نے ٹیکسی سے اتر کر گیٹ پر نظریں جماتے ہوئے پوچھا تو اس نے جلدی سے اس کے منہ پر انگلی رکھ دی اور کہا۔
''ہاں، اندر چل کر بات کرتے ہیں۔''
گیٹ کھول کر اپنے پورشن کی طرف آ گئی کرائے دار شاید گھر پر نہیں تھے کافی سناٹا تھا اس نے بیگ ٹیبل پر رکھا اور اسے آرام سے بیٹھنے کو کہا۔
''بیٹھو! میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔'' وہ بال کیچر میں سمیٹتے ہوئے مڑ کر جانے والی تھی کہ فون بج اٹھا۔ اس نے اپنے پرس سے فون نکالا بوبی کا نمبر تھا اس نے سائلنٹ کر دیا۔
''کس کا فون تھا؟'' اذان نے پوچھا۔
''کسی کا نہیں تم آپ ہاتھ منہ دھو لو یہ ساتھ ہی واش روم ہے۔'' وہ ٹال گئی۔
''ماما ہم یہاں رہیں گے۔'' اس نے چھوٹے سے پورشن پر تنقیدی نگاہ ڈال کر پوچھا۔
''پہلے میری بات سنو، میرے ساتھ رہنا ہے یا واپس جانا ہے۔''
''نہیں…… نہیں جانا۔'' وہ ایک دم اس سے لپٹ گیا۔
''تو پھر ہمیں یہیں رہنا ہے او کے۔'' اس نے کہا اور کچن کی طرف آ گئی مگر ذہن سخت الجھن کا شکار تھا' کیسے یہ سب بتا پاؤں گی، لوگ سوال کریں گے انہیں کیسے سمجھاؤں گی اور اذان کا دل ذرا سی بدگمانی سے بھر گیا دکھی ہوا تو خود کو کیسے معاف کر پاؤں گی بوبی کے، عارض کے نمبروں سے مسلسل فون کیوں آ رہے ہیں، اس کے ذہن میں الجھن ہی الجھن تھی کہ کیا ہوگا، فریزر سے چکن نگٹس نکال کر فرائی پین میں ڈالے بریڈ نکال کر آملیٹ بنانے لگی تو اذان اس کا فون لے کر آ گیا بوبی کا نمبر تھا اس نے سائلنٹ نہیں کیا اٹینڈ کرنا پڑا کیونکہ اذان سمجھدار بچہ تھا اس کی پوری توجہ فون کی طرف تھی۔
''بولو۔''
''ہائے تھینک گاڈ یار کہاں ہو تم؟''
''یہیں ہوں۔''
''تمہیں پتا بھی ہے کہ میں تمہارے لیے کس قدر بے چین ہوں اور تم……''
''یہ جملے ملاقات تک محفوظ کر لو۔''
''شرمین پلیز بتاؤ کہاں ہو؟'' بوبی کی آواز سے بے تابی عیاں تھی۔
''یہیں لاہور میں۔'' اس نے نگٹس پلیٹ میں نکالتے ہوئے کہا۔
''پھر میں آ رہا ہوں۔''
''نہیں میں خود چکر لگاتی ہوں۔''
''شرمین ہماری منگنی ہے پلیز میں بے قرار ہوں اور انتظار نہیں ہوتا۔''
''کہا ہے نا کہ ملاقات کے لیے یہ جملے محفوظ رکھو۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"اچھا پلیز اب آجاؤ۔"

"پلیز میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔" اس نے یہ کہہ کر فون کاٹ دیا فون بند ہوتے ہی اذان نے پوچھا۔

"کون تھے؟"

"ہنہہ، کوئی نہیں چلو اندر چلیں۔" اس نے ٹالا اور ٹرے میں برتن آملیٹ بریڈ سلائس اور نگٹس رکھتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی بھی یہیں رہتے تھے۔" اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کون؟"

"ڈیڈی۔" اس نے زور دے کر کہا۔

"نہیں۔"

"ماما آپ کا نام کیا ہے؟" ایک دم ہی نگٹس کھاتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"آپ کے ڈیڈی نے نہیں بتایا۔" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں، ڈیڈی نے کہا تھا ماما، ماما ہوتی ہیں۔" اذان نے بھولپن سے کہا۔

"اچھا آرام سے کھاؤ میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ بے چین سی اٹھ کھڑی ہوئی۔

❀......❀❀......❀

اذان سو چکا تھا۔ تب وہ کمرے سے باہر برآمدے میں آ کھڑی ہوئی ہلکی ہلکی بارش کچھ دیر پہلے سے شروع ہوئی تھی موسم بہت خوش گوار سا تھا۔ دوسری طرف گہرا سناٹا تھا اس کے دماغ میں بھی سناٹا تھا کیسے دیکھتے ہی دیکھتے زندگی نے پلٹا کھایا تھا اذان کی آمد نے گویا اس کی سوچ کی تمام سمتوں کو اپنی طرف موڑ دیا تھا نہ اذان سے کوفت ہو رہی تھی اور نہ نفرت، تو کیا محبت تھی؟ وہ محبت جو صبیح احمد کی ذات سے سفر کر کے اذان تک جا پہنچی تھی شاید محبت سے بھی آگے کی کوئی چیز ہے۔ جس کو اپنے کمرے میں، اپنے بستر پر سلا کر بھی وہ کافی مطمئن تھی صبیح احمد نے نہ سہی اس نے تو کی تھی محبت، صبیح احمد نے تو محبت کے نام پر تجارت کی تھی۔ دل تو چاہا کہ صبیح احمد کو فون کر کے پوچھے کہ کیوں اور کیسے تم نے میرے لیے یہ آزمائش رکھی تم نے اپنی بیوی کا اذان کی حقیقی ماں کا اس کو نام تک نہیں بتایا وہ مجھے اپنی ماما سمجھتا رہا کیا تم نے اس معصوم بچے کی محبت کو بھی دھوکہ نہیں دیا؟ کیسے انسان ہو کہ محبت میں جھوٹ، فریب کو ہمیشہ آگے رکھا اب مجھے بھی جھوٹ کے دائرے میں قید کر دیا کیا محبت اتنی بڑی خطا ہے میری؟

"مگر شیرین اب تم کیا کرو گی، کیا بچاؤ گی اور کیا گنواؤ گی تمہارے پاس کیا ہے، بوبی...... بوبی اور اذان کے درمیان کیسے زندگی کی لکیر کھینچی جا سکتی ہے بوبی کی معافی کے بعد یہ نیا سفر کیوں کر طے ہو سکتا ہے بوبی کی بے پناہ محبت کو سامنے بھی رکھو تب بھی، تب بھی اذان کی جگہ تو نہیں بنتی اذان تو اب تمہاری زندگی کا سب سے بڑا مقصد بن گیا ہے۔"

"یا خدا میں کیا کروں؟" اس نے آسمان پر نگاہ ڈالی اسی لمحے مٹھی میں بند فون پر میسج آیا عارض کا ایس ایم ایس تھا اگر کبھی میری یاد آئے تو

تو چاند راتوں کی نرم دل گیر روشنی میں
کسی ستارے کو دیکھ لینا
اگر وہ نخل فلک سے اڑ کر تمہارے قدموں میں آ گرے تو
یہ جان لینا، وہ استعارہ تھا میرے دل کا
اگر نہ آئے
مگر یہ ممکن ہی کس طرح ہے کہ تم کسی پر

نگاہ ڈالو

تو اس کی دیوار جاں نہ ٹوٹے

وہ اپنی ہستی نہ بھول جائے

اگر کبھی میری یاد آئے

گریز کرتی ہوا کی لہروں پہ ہاتھ رکھنا

میں خوشبوؤں میں تمہیں ملوں گا

مجھے گلابوں کی پتیوں میں تلاش کرنا

میں اوس قطروں کے آئنوں میں تمہیں ملوں گا

اگر ستاروں میں اوس قطروں میں خوشبوؤں

میں نہ پاؤں مجھ کو

تو اپنے قدموں میں دیکھ لینا

میں گرد ہوتی مسافتوں میں تمہیں ملوں گا

کہیں پہ روشن چراغ دیکھو تو جان لینا

کہ ہر پتنگے کے ساتھ میں بھی بکھر چکا ہوں

تم نے اپنے ہاتھوں سے ان پتنگوں کی خاک دریا میں

ڈال دینا

میں خاک بن کر سمندر میں سفر کروں گا

کسی نہ دیکھے ہوئے جزیرے پر رک کر تم کو

صدائیں دوں گا

سمندروں کے سفر پر نکلو تو اس جزیرے

پر بھی اترنا

کبھی جو میری یاد آئے

اس نے اگلے ہی لمحے میسج ڈیلیٹ کردیا اور لمبی آہ بھر کر فضا میں چھوڑ دی بالکل ایسے جیسے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہ ہو، تعلق واسطہ تو اسی روز ختم ہوگیا تھا جس روز بنا کسی جرم کے عارض نے اسے سزا سنائی تھی۔

❁......❁❁......❁

سارا سامان جا چکا تھا۔ جہاں آرا بیگم کی آنکھیں بھر آئیں۔ اتنا پرانا ساتھ چھوڑتے ہوئے کلیجہ منہ کو آرہا تھا صفدر نے بجلی کا کنکشن آف کرنے کے بعد انہیں دیکھا تو بے اختیار گلے سے لگالیا وہ تو گویا پھوٹ پھوٹ کر رونے کو تیار بیٹھی تھیں۔

''امی، کیا ہوگیا ہے؟''

''پوچھتے ہو کیا ہوا؟''

''ہم گھر بدل رہے ہیں ایسی کیا بات ہے کہ رونے لگیں۔'' اس نے محبت سے ان کے ماتھے کو چوما

''گھر کے رشتے بھی تو بدل دیے تم نے۔'' انہوں نے گلوگیر لہجے میں کہا صفدر سمجھ گیا کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں؟''

''وہ میں نے نہیں زیبا نے بدلے ہیں۔''

"جھوٹے ہو تم بلکہ تم دونوں ہی جھوٹے ہو نہ وہ سچی ہے اور نہ تم۔" وہ چلا اٹھیں۔
"اچھا، اب چلیں میں نے کچھ دیر بعد میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے۔" وہ دھیرے سے بولا۔
"تم میرے بچے کو بھی چھوڑ آئے۔"
"چھوڑیں اب آپ اسے کیوں سنبھالیں۔" اس نے ٹالا اور انہیں لیے گیٹ سے باہر نکلا وہ گیٹ کو تالا لگا کر آ گیا گاڑی اسٹارٹ کی تو آخری بار پھر گھر پر نگاہ ڈالی دل تو اپنا بھی خالی خالی تھا اس گھر سے ہی اس کا ماضی وابستہ تھا اور پھر عبدالصمد بھی تو اسی گھر میں آیا اور پھر چلا گیا۔
"میرے مقدر کی تاریک رات تھی جب زیبا نے اس گھر میں قدم رکھے تھے اور اپنا آپ اپنی بھول سب بیان کی تھی میری معطرات، تعفن اور بدبو میں قید ہو گئی تھی اور پھر تلخ سے تلخ ہو گئی زندگی۔" اس نے سلگتے ہوئے ذہن کے ساتھ گاڑی چلائی۔
"زیبا تم نے ہمیشہ میرے ساتھ برا کیا۔ اب میرے جگری دوست کے دامن پر اپنے کردار کی کالک لگانے کی کوشش کی جبکہ تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ ہماری دوستی کیا ہے؟ تم کب سے موقع کی تلاش میں تھیں تصویر ہاتھ لگی تو یہ ڈرامہ رچالیا میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔" اس شدت سے غصہ ابلا کہ گاڑی لہرا گئی جہاں آرا بیگم خوف سے چلا اٹھیں۔
"دھیان سے، کیا ہو گیا تمہیں۔"
وہ ایک دم حواس کی دنیا میں آ گیا واقعی اس نے بے پروائی کا ثبوت دیا تھا کچھ بھی ہو سکتا تھا مگر اس میں اس کا کتنا ہاتھ تھا زیبا کی وجہ سے وہ بے سکون تھا عارض کو فون تک نہیں کر پایا تھا۔
"صفدر۔"
"ہنہ...... ہاں۔" وہ چونکا۔
"زیبا کو نئے گھر کا پتا سمجھا دینا تھا۔"
"کیا ضرورت ہے؟" وہ بولا۔
"کیا مطلب کیا ضرورت ہے؟" انہوں نے بہت حیرت سے پوچھا۔
"ہاں تو اور کیا وہ اب نہیں آئے گی۔" اپنی نئی رہائش گاہ پر گاڑی روکتے ہوئے بولا۔
"کیوں نہیں آئے گی اور آئے یا نہ آئے مگر میرا عبدالصمد مجھے لادو بس۔" وہ شدید مشتعل ہوئیں۔
"اچھا آپ اندر چلیں اور کوئی ٹینشن نہ لیں۔" اس نے ان کی طرف سے دروازہ کھول کر ہاتھ پکڑ کر اتارا۔
"صفدر میرے عبدالصمد کو لے آؤ۔" وہ رقت آمیز لہجے میں بولیں تو اس نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

❀ ...... ❀ ❀ ...... ❀

اذان کے ساتھ زینت آپا کے پاس آئی تو وہ ششدر سی کچھ دیر دیکھتی رہیں ان کی نگاہوں کی حیرت بھانپ کر وہ خود ہی بولی۔
"آپا یہ اذان ہے اذان سلام کرو یہ زینت آپا ہیں آپ کی نانو۔" اس نے دونوں کو گویا ایک دوسرے سے متعارف کرایا۔
"السلام علیکم نانو۔" اذان نے تو فوراً رشتہ قبول کر لیا اور محبت سے سلام کیا۔
"وعلیکم السلام۔" زینت آپا نے گومگو کی حالت میں جواب دیا۔
"اذان، آپ باہر نانو کا گھر دیکھو سب ملازمین سے ملو۔" شرمین نے اذان کو بہانے سے باہر بھیج دیا۔
"کیسی ہیں آپ؟" شرمین نے زینت آپا کو دیکھا۔
"میں ٹھیک ہوں لیکن تم کہاں تھیں یہ سب کیا ہے؟" وہ پریشان ہو کر بولیں۔
"آپا میں اسلام آباد گئی تھی اذان کو لانے کے لیے۔"

"یہ..... کون ہے اور اس کے لیے مجھے اس قدر دکھ دیا بوبی کی حالت دیکھو دیوانہ بن گیا ہے۔" زینت آپا کی زبان پر شکوے مچل اٹھے۔ خفگی واضح تھی۔

"معافی چاہتی ہوں مگر آپ نے کیسے سوچ لیا کہ میں آپ کو دکھ دے سکتی ہوں۔" اس نے ان کا ہاتھ تھام کر چوما۔

"تو پھر یہ سب کیا ہے آفس میں مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا بوبی کمرے سے باہر نہیں نکلتا۔" وہ حد درجہ اپ سیٹ تھیں۔

"آفس میں جاؤں گی آپ فکر نہ کریں۔"

"لیکن اور سب معاملات، یہ بچہ کون ہے۔"

"یہ میری ذمہ داری ہے میری محبت کی آزمائش ہے صبیح احمد کا بیٹا ہے صبیح احمد نے اسے میرے حوالے کیا ہے مجھے یہ بھاری ذمہ داری ملی ہے اذان کی نظروں میں، میں اس کی ماما ہوں۔" وہ بہت حوصلے کے ساتھ بولتے بولتے چپ ہوگئی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو کیسی بات کر رہی ہو؟" زینت آپا کے لیے اس کی باتیں اچنبھے سے زیادہ کچھ نہیں تھیں۔

"آپا جو کہا ہے اس میں حقیقت فقط اتنی ہے کہ صبیح احمد نے اپنا بیٹا میرے نام کر دیا ہے۔"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے صبیح احمد کہاں سے آ گئے اور ان کا بیٹا میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔"

"سمجھ میں تو میری بھی کچھ نہیں آ رہا صبیح احمد خود کہاں ہیں...... ہیں بھی کہ نہیں، ان کے وکیل سے بات کروں گی تو کچھ پتا چلے گا۔"

"شرمین تم کس قدر آرام سے یہ سب کہہ رہی ہو، صبیح احمد کی واپسی کی گنجائش کیسے نکالی تم نے؟"

"آپا صبیح احمد کی گنجائش نہیں نکالی ان کا تو مجھے کچھ معلوم نہیں مگر ان کا خط ملا تھا اس میں اذان کے حوالے سے لکھا تھا میں کیا کرتی کیونکہ اذان تو معصوم ہے۔"

"کچھ بھی کہو، یہ سب ڈرامہ کیسے قبول کر لیا جب صبیح احمد سے تمہارا کوئی تعلق نہیں تو اس کا بیٹا کیوں تم سنبھالو اور تمہاری اپنی زندگی کا آغاز ہونا ہے۔"

"زینت آپا میری محبت اور صبیح احمد کی محبت میں یہی تو فرق تھا وہ خود غرض تھے خود غرض ہی رہے۔"

"مگر شرمین یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔"

"آپا میں نے ایک مرے ہوئے شناسا کی گزارش قبول کی ہے۔"

"تو کیا صبیح احمد مر گئے؟"

"لگتا تو ایسا ہی ہے مزید پتا چل جائے گا ان کے وکیل سے ملنے کے بعد۔"

"اذان......"

"یہ تو اب میری ذات کا حصہ ہے۔"

"اور بوبی۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولیں تو وہ ہنس دی۔

"بوبی کے لیے کیا کہہ سکتی ہوں قدرت نے کچھ ہونے ہی نہیں دیا شاید اذان کی وجہ سے۔"

"مگر، بوبی تو۔" وہ اتنا کہہ کر رونے لگیں۔

"اوہو آپا میں بوبی سے بات کروں گی اور اس میں بھی اللہ کی کوئی بہتری ہوگی۔"

"یہ اچھی بات نہیں شرمین۔" وہ خاصے غصے سے بولیں۔

"بوبی نے بھی تو کچھ نا سمجھنے کی قسم کھا رکھی ہے۔"

"مگر وہ تم سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔"

"اچھا آپا کچھ سوچنے سمجھنے دیں، میں بوبی سے ملوں گی۔"
"کب؟"
"آج مل کر جاؤں گی۔"
"نہیں، تم کہیں نہیں جاؤ گی۔"
"نہیں آپا یہ ضد نہ کریں اب میں تنہا نہیں کل سے آفس آؤں گی۔"
"بوبی تو نہیں مانے گا۔"
"مان جائے گا آپ فکر نہ کریں۔" اس نے مسکرا کر کہا تو وہ چپ ہو گئیں۔ لیکن دل سے انہیں شرمین کا فیصلہ پسند نہیں آیا تھا۔

❀......❀❀......❀

اس نے دانستہ اذان کو ساتھ لیا اور بوبی کے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ کمپیوٹر ٹیبل پر تھا کوئی کام کر رہا تھا اسے دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا۔
"شرمین تم آ گئیں۔" وہ اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔
"اذان بیٹا انکل کو سلام کرو۔" اس نے اپنے پلان کے مطابق اذان کو کہا تو اذان نے جھٹ پوچھا۔
"ماما یہ انکل کون ہیں؟"
"وہاٹ...... ماما۔" بوبی کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔
"بوبی یہ میرا بیٹا اذان ہے۔" شرمین نے اذان کے ریشمی بھورے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا تو بوبی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔
"ب...... بیٹا......!"
"اذان بیٹا آپ باہر جا کر کھیلو، میں آتی ہوں۔" اس نے اب ضروری سمجھا کہ اذان باہر چلا جائے کیونکہ بوبی نے تو بہت کچھ کریدنا تھا۔ اذان چلا گیا تو وہ بوبی کی طرف متوجہ ہوئی۔
"بوبی یہ میرا بیٹا ہے اس کے لیے میں کسی قسم کی وضاحت نہیں دوں گی۔"
"یہ بیٹا کہاں سے آ گیا کس کا بچہ ہے۔" وہ بولا۔
"بس آ گیا اور اب میرے ساتھ ہی رہے گا۔"
"اور وہ، سب۔"
"کیا سب......!"
"یہ کون ہے، کون ہے اس کا باپ مجھے بتاؤ میں پاگل ہو جاؤں گا۔" وہ پریشان ہوا۔
"اس کے حوالے سے صرف مجھے دیکھو۔"
"شرمین میں تم سے محبت کرتا ہوں ہماری شادی ہونی ہے یہ تم کس کو اٹھا لائی ہو؟"
"پلیز بوبی کوئی ایسی ویسی بات نہ کرنا مجھ سے صرف اپنی بات کرو۔" اس نے ٹوکا۔
"کیا خاک بات کروں؟"
"تو نہ کرو۔"
"تم نے مجھے ستانا ہوتا ہے۔"
"کیوں تم تو مجھ سے بہت محبت کرتے ہو۔" اس نے طنز کیا۔

"اور اسی لیے تم کسی نہ کسی ولن کو میرے سامنے لا کھڑا کرتی ہو۔"
"تمہاری سوچ ہے۔"
"اب کیا ہے یار۔" وہ جھنجلایا۔
"کچھ نہیں، میں اذان کی ماں ہوں اور اب اذان کے ساتھ رہوں گی۔"
"میرے لیے کیا سوچا؟" وہ تلملایا۔
"کچھ نہیں، کیونکہ اب تم نے سوچ کر فیصلہ کرنا ہے۔" اس نے بڑے تحمل سے جواب دیا۔
"میں اسے کیوں قبول کروں میں جانتا تک نہیں۔"
"مجھے تو جانتے ہو اور تمہاری محبت کہاں ہے؟"
"طنز کر رہی ہو۔"
"نہیں یاد کرا رہی ہوں۔"
"مطلب اس کے بارے میں نہیں بتاؤ گی۔"
"بتا دیا ہے ویسے بتانا ضروری نہیں سوچ لو مجھ سے شادی کرنی ہے تو میرا بیٹا بھی قبول کرنا ہوگا۔" اس نے بڑی فہم و فراست سے اس پر فیصلہ چھوڑا تو وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔
"مگر......!"
"جلدی نہیں ہے آرام سے سوچو۔"
"تم ماما کے پاس آؤ۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر کھینچتا ہوا باہر لے آیا ٹی وی لاؤنج میں بھولی، اذان اور زینت آپا موجود تھیں۔ اذان اس کھینچا تانی کو دیکھ کر اس کی طرف بھاگا اور بوبی کا ہاتھ ہٹانے لگا۔
"ماما۔"
"کچھ نہیں ہے بیٹا آپ بیٹھو۔" شرمین نے اس کو الجھن سے نکالنے کے لیے مسکرا کر کہا۔
"بوبی......" زینت آپا نے تیکھے انداز میں کہا اور گھورا تو بوبی نے شرمین کا ہاتھ چھوڑ دیا۔
"یہ شرمین کیا کہہ رہی ہے ماما۔" بوبی زینت آپا سے بولا۔
"جو کہہ رہی ہے ٹھیک ہی ہوگا۔" زینت آپا نے کچھ روکھے لہجے میں کہا۔
"بھولی تم کھڑی منہ نہ تکو جاؤ یہاں سے اور اذان کو بھی ساتھ لے جاؤ۔" شرمین نے بھولی سے کہا۔
"باجی یہ اتنا بڑا بیٹا آپ کا ہے؟" بھولی نے جاتے جاتے پوچھا۔
"سنا تم نے لوگ کیا کہیں گے؟" بوبی جھٹ بولا۔
"کس کو۔"
"ہمیں...... مجھے۔" وہ ہکلایا۔
"کیا؟"
"شرمین میں آل ریڈی تم سے چھوٹا ہوں، یوں تو۔" وہ کہتے کہتے رکا تو شرمین مسکرا دی۔
"شکر ہے تمہاری سمجھ میں کچھ تو آیا۔"
"خیر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" زینت نے بات سنبھالی۔
"آپا اب اجازت دیں مجھے اذان کے لیے شاپنگ کرنی ہے۔"

''کھانا لگ رہا ہے اور یہاں آ کر رہو۔''
''نہیں آپا بس اس کے لیے معافی۔'' شرمین نے ہونق سے بوبی کو دیکھتے ہوئے کہا اس کی زبان گویا تالو سے چپک گئی تھی۔

❀ ......❀❀ ......❀

یہ ساری عمر کس آشفتگی میں رائیگاں کردی
اسی کو یاد رکھا ہے جسے دل سے بھلانا تھا

''صبیح احمد تم نے یہ سب کیا کرڈالا جو باب میں نے بند کردیا تھا وہ اس طرح کھول کر رکھ دیا، تمہیں مجھ سے محبت تھی ہی نہیں جن سے محبت کی جاتی ہے انہیں نت نئے عذابوں کے حوالے نہیں کیا جاتا ایسی کڑی آزمائش سے نہیں گزارا جاتا تم نے درحقیقت مجھ سے انتقام لیا ہے لیکن میں تمہیں معاف نہیں کروں گی اذان کو یوں تنہا چھوڑ کر تم سمندر پار چلے گئے اگر میں بھی نہ جان پاتی تو یہ معصوم کیا کرتا تمہیں اس قدر راسخ یقین تھا کہ اذان کی ذمہ داری میں اٹھالوں گی میں تمہارے یقین پر حیران ہوں لیکن اب زمانے کو کیا جواب دوں، مجھ پر زندگی کے راستے بند ہوگئے۔''
''ماما۔'' وہ گاڑی چلاتے ہوئے سوچ میں گم تھی، اذان نے پکارا تو چونکی۔
''ہمنہہ......ہاں۔''
''یہ انکل کون تھے آپ سے کیوں لڑ رہے تھے؟'' اس نے بوبی کی بابت پوچھا۔
''وہ......وہ کچھ نہیں ان کا میرا مذاق چلتا ہے۔'' وہ ہنستے ہوئے بولی
''وہ ہیں کون؟'' وہ مصر تھا۔
''ہمارے عزیز ہیں۔''
''اچھا، ماما میری پھوپھی ہیں نا۔''
''پھپو! آپ کے ڈیڈی نے نہیں بتایا۔''
''بس یہی بتایا تھا کہ پاکستان میں ہیں۔''
''چھوڑیں، ہوں گی۔''
''آپ ڈیڈی کو بتادیں کہ ہم ٹھیک ہیں آپ اب خفا نہیں ہیں۔''
''کرلیں گے فی الحال ہم شاپنگ کریں گے کل آپ کا اسکول ایڈمیشن ہوگا پرسوں سے آپ اسکول جائیں گے اور میں آفس۔''
''وہ آنٹی کہہ رہی تھیں کہ ہم ان کے پاس رہیں۔''
''نہیں، میں نے معذرت کرلی ہے ہم اپنے گھر میں ہی رہیں گے۔''
''چھوٹے گھر میں۔''
''چھوٹا تو نہیں ہے آدھا گھر کرائے پر دیا ہوا ہے ہم خالی کرالیں گے۔'' اس نے گاڑی کی اسپیڈ کم کرتے ہوئے جواب دیا وہ مارکیٹ آ گئی تھی۔
''ڈیڈی کو بلالیں۔'' اذان نے باپ سے دوری کا درد نگاہوں سے ظاہر کیا اس کا دل کانپ اٹھا۔
''آپ انہیں ساتھ لے کر کیوں نہیں آئے؟''
''ان کے ڈاکٹر نے منع کردیا تھا۔'' اس نے بتایا۔
''آپ نہیں سمجھو گے۔'' اس نے بہت سنجیدگی سے کہہ کر گاڑی پارک کی اور اس کی توجہ مبذول کرائی۔

"ویسے میں ڈیڈی سے ناراض ہوں۔" اس نے گاڑی سے اترتے ہوئے کہا۔
"وہ کیوں؟"
"آپ سے ملایا کیوں نہیں۔"
"چھوڑو، ایسی باتیں نہیں کرتے آؤ شاباش۔" وہ اس سے صبیح احمد کی بھلا کیا بات کرے اسے کیا بتائے کہ وہ اس کی کچھ بھی نہیں لگتی اس کا تو محبت کا تعلق تھا جو حرص وہوس کے بھاری قدموں تلے روندا گیا۔ جھوٹ اور فریب کے ذریعے اس کی محبت کو مسترد کردیا گیا۔ پھر دولت کی دیوی کے بازوؤں کے سہارے وہ آزاد فضاؤں کی طرف اڑان بھر گئے۔ جانے کیوں قدرت نے بہت جلد انہیں سزا دے ڈالی ان کو بے بس اور لاچار کردیا۔
"اپنی شکست پر وہ مجھے یاد کرنے لگے اور تم کو یہاں چھوڑ گئے کاش تمہارے معصوم سوالوں کا میں جواب دے سکتی۔ میں تو شرمندہ ہوں کہ تمہیں اصل حقیقت بھی نہیں بتا سکتی میں جھوٹ کو نباہ رہی ہوں میں تمہاری ماما نہیں ہوں ننھے فرشتے۔"

❀.....❀❀.....❀

ڈریس لینڈ کے باہر سے گزرتے ہوئے وہ ٹھٹکا۔
اندر بالکل اس کی نگاہوں کی زد میں شرمین تھی بالکل پہلے جیسی سیاہ پلین کرتے اور شلوار میں وائٹ دوپٹے کو سر پر جمائے ایک طویل عرصے بعد بالکل اس کی دسترس کے قریب کہ قدم اٹھا کر اندر جائے اور اس سے بات کرلے اسے چھولے اسے دیکھ لے لیکن اس کے برابر کھڑے خوب صورت بچے کو جس سے کبھی وہ شرٹ لگا کر دیکھ رہی تھی اور کبھی پینٹ۔
"یہ کون ہے؟" وہ اپنی شاپنگ بھول کر وہیں پتھر کا ہوگیا آغا جی کے اصرار پر شاپنگ کے لیے آیا تھا مگر آتے ہی اس میں الجھ گیا دل مچلنے لگا کہ اس سے بات کرے مگر پھر خوف سا آڑے آگیا کہ جو فون اٹینڈ نہیں کررہی میسج کا جواب نہیں دے رہی وہ سامنے جانے پر نجانے کیا کہہ دے؟ ویسے بھی وہ اب تک اس تجل سے نہیں نکلا تھا کہ شرمین بوبی سے منگنی کیوں کررہی ہے وہ تو صبیح احمد کی محبت ہے اور شاید خود بھی انہی سے محبت کرتی ہے پھر کیوں بوبی؟" وہ کھڑا سوچ رہا تھا کہ وہ خریداری کرکے باہر نکلی تو اسے باہر عین دروازے میں کھڑا دیکھ کر متحیر سی ہوئی اور پھر اپنی مضبوط قوت ارادی کے باعث اطمینان سے آگے بڑھ گئی وہ آواز دینے میں کی غرض سے آگے بڑھا مگر آواز ہی دم توڑ گئی وہ ایک اور شاپ میں داخل ہوگئی وہ پشیمان سا اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے باہر آگیا۔
باہر اپنی گاڑی کے قریب اور پلازہ کے سامنے اس خیال سے کہ وہ باہر آئے تو شاید کوئی بات چیت کی سبیل بن جائے گو کہ یہ مشکل تھا۔
"عارض صاحب کیا اب بھی گنجائش ہے کیا تجدید وفا کا کوئی امکان باقی ہے؟"
"نہیں، ایسا نہیں لگتا لیکن پھر بھی دل اسی کے لیے مچل رہا ہے۔ شرمین کو میں نے شاید خوشی دینے کے چکر میں دکھ دیے ہیں لیکن یہ بچہ کون ہے اس کی سوچ کی سوئی ایک ہی جگہ اٹک گئی تھی' خیال آیا کہ صفدر سے پوچھے مگر اسی اثنا میں وہ باہر آئی ڈھیر سارے پیکٹ اور شاپنگ بیگز پکڑے اپنی گاڑی کے قریب اسے نگاہ بھر کے بھی نہیں دیکھا اور گاڑی نکال لے گئی وہ بددلی سے گاڑی میں بیٹھا رہا پھر چند لمحوں بعد صفدر کو فون ملایا۔
"ہیلو۔"
"کیسے ہو فون نہ ملاقات۔" اس نے صفدر سے گلہ کیا۔
"ہاں وہ بس گھر شفٹ کیا ہے نا بس اس لیے، تم سناؤ۔" صفدر نے کہا۔
"شرمین کے ساتھ بچہ کون ہے؟"

"کیا مطلب؟"
"ابھی میں نے شرمین کو دیکھا ہے اس کے ساتھ سات آٹھ سال کا بچہ تھا اس نے اس کے لیے شاپنگ کی ہے۔"
"میرے علم میں نہیں کسی کا ہوگا؟" صفدر نے بے پروائی سے کہا۔
"یار اس نے مجھے دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیا۔"
"تو کیا کرتی تمہارے گلے میں بانہیں ڈال کر پیار کرتی یا ایسا سلوک کرنے پر تمہیں پھولوں کے ہار پہناتی۔"
"میں جانتا ہوں وہ بہت خفا ہے۔"
"نا صرف خفا بلکہ وہ تمہیں بھول چکی ہے ویسے بھی اب تم اس کے لیے سوچنا چھوڑ دو۔"
"ہمنہہ، مگر دل نہیں مانتا بابا بھی چاہتے ہیں کہ بات کروں۔"
"کچھ فائدہ نہیں۔"
"اچھا تم ملنے تو آؤ یا پھر مجھے پتا سمجھاؤ۔"
"ہاں ملتے ہیں بلکہ تم سے مجھے اپنے لیے بھی ملنا ہے۔" صفدر کا لہجہ ایک دم خشک ہو گیا تو اس نے کریدا۔
"کیا بات ہے۔"
"کچھ نہیں میری بیوی نے ایک پہیلی بوجھنے کو کہا ہے۔"
"ہاہاہا۔" وہ ہنسنے لگا۔
"مجھے تم سے پوچھنی ہے۔"
"شیور آ جاؤ۔"
"ہنہ، زیبا کے ساتھ۔"
"یہ تو اور بھی خوشی کی بات ہے ایسا کرو آج رات کا کھانا میری طرف کھاؤ۔"
"نہیں فی الحال تو مصروف ہوں جلد آؤں گا۔"
"اور وہ شرمین سے تو پوچھو پلیز۔"
"کیا؟"
"کچھ بھی اسے کہو کہ مجھ سے بات کرے۔"
"سوری، عارض اس معصوم اور مظلوم کا تعاقب چھوڑ دو اسے اپنی مرضی سے جینے دو اب۔" صفدر نے اس کی بات کو سختی سے مسترد کر دیا اور وہ شرمندہ ہو کر چپ ہو گیا۔

❀......❀❀......❀

زینت بیگم آفس جاتے ہوئے بھولی کے ذمہ لگا گئی تھیں کہ بابا کو کہے کہ بوبی کو ناشتہ کے لیے کہیں اور ضروری آفس بھیجیں مگر بابا بتائے گوشت سبزی کی خریداری کے لیے چلے گئے تھے تو وہ خود اس کے کمرے میں آ گئی وہ تکیے میں منہ دیے لیٹا تھا مگر سویا نہیں تھا اس کے قدموں کی آہٹ پر سر اٹھا کر دیکھا تو وہ مسکراتے ہوئے بولی۔
"چھوٹے صاحب جی آپ اٹھ جائیں ناشتہ کریں اور آفس جائیں۔"
"نہیں دل نہیں چاہ رہا میرا۔" اس نے بے زاری سے کہا۔
"بیگم صاحبہ نے کہا ہے۔"
"انہیں مجھے ہی کہنا آتا ہے شرمین کو تو وہ کچھ نہیں کہہ سکیں۔" وہ بڑبڑایا تو وہ فرش پر گری چیزیں اٹھانے لگی جو شاید اس نے

غصے میں ڈریسنگ ٹیبل سے پھینک دیں تھیں۔
"نہیں، بیگم صاحبہ نے شرمین باجی سے بھی کچھ کہا تھا۔"
"کیا کہا، وہ جانے کہاں سے بیٹا لے آئیں۔" وہ جھلایا۔
"وہ ان کا بیٹا ہے، وہ بتا رہی تھیں۔"
"کہاں کا بیٹا؟" وہ سر کے بال نوچتے ہوئے بولا۔
"اچھا آپ آفس جائیں ورنہ بیگم صاحبہ ناراض ہوں گی۔" اس نے یاد دلایا۔
"ہونے دو میرا دماغ کام نہیں کررہا۔"
"ٹھیک ہے میں جارہی ہوں۔"
"میرا سر دباؤ۔" اس نے تکیے پر سر رکھتے ہوئے کہا تو وہ ہچکچائی۔
"وہ میں، میرے کپڑے گندے ہیں اور تیل والے ہاتھ۔"
"تو..... تو کیا ہوا؟" اس نے حیران کیا۔
"میں بعد میں آتی ہوں۔"
"کہا ہے ناکہ سر دباؤ۔" وہ غصے ہوا تو وہ سہم سی گئی۔
"چھوٹے صاحب مجھ میں سے بدبو آرہی ہے۔"
"میں نے کہا ہے میرا سر دباؤ، درد سے پھٹا جارہا ہے۔" اس نے پھر ڈیمانڈ کی تو وہ سرہانے کی طرف کھڑی ہوکر بڑی مجبوری کے تحت اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ سکی اس نے آنکھیں موندی ہوئی تھیں۔ نہ اس کے ماتھے پر سلوٹیں بنیں اور نہ ناک دبا کر بدبو کا احساس دلایا وہ سر دباتی رہی اور وہ آنکھیں بند کیے لیٹا رہا۔
"تمہارے ہاتھوں میں تو جادو ہے بھولی۔"
"جی..... میرے ہاتھ بہت نرم جو ہیں۔"
"اب جاؤ اور حمیدہ سے کہو میرا ناشتہ بنائے۔"
"اچھا۔" وہ خوشی سے بھاگ گئی۔
"شرمین تمہیں سچ بتانا ہوگا پھر ہی بات بنے گی میں اتنا بڑا بچہ تمہارے ساتھ نہیں دیکھ سکتا۔ تمہارے ساتھ میں بنا بات کیے نہیں رہ سکتا۔ تمہیں یہ بتانا ہوگا کہ اذان کون ہے؟" وہ خود کلامی کرتا ہوا وارڈ روب سے کپڑے نکال کر واش روم میں گھس گیا اس نے آفس نہیں، شرمین کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تھا جب سے وہ مل کر گئی تھی تب سے اس کا ذہن بھٹی کی طرح تپ رہا تھا۔ بیٹھے بٹھائے بیٹے کے ساتھ شرمین کا آنا اس کے لیے پریشان کن تھا۔ اس کے باوجود کے ماما نے رات دیر تک اسے سمجھانا چاہا۔
"بیٹا شرمین غلط نہیں ہے بیٹا اس کا نہیں مگر اب اسی کا ہے لہٰذا سوچ لو۔"
"ارے واہ، کیسے سوچ لو، لوگ تو یہی کہیں گے کہ شرمین کسی کی مطلقہ یا کسی کی بیوہ ہے؟" وہ چڑ گیا تھا۔
"لوگوں کی پروا کرو گے تو پھر خاموش ہوجاؤ۔" وہ یہ کہہ کر کمرے سے نکل گئی تھیں مگر وہ رات سے صبح کے دس بجے تک بے چین اور مضطرب رہا تھا۔

❁......❁❁......❁

اذان کا انگلش میڈیم اسکول میں داخلہ ہوگیا تھا۔

صبح وہ اسے لے کر گئی ہوئی تھی۔ جب واپس آئی تو کرائے دار آچکے تھے اس نے سلام کیا اور پھر شبانہ کو فارغ ہو کر اپنی طرف آنے کا کہہ کر آگے بڑھ آئی۔ شبانہ حیران نظروں سے اذان کو دیکھ رہی تھی وہ دانستہ وہاں نہیں رکی تھی کیونکہ شبانہ نے اس سے اذان کے متعلق سوال کرنے تھے۔

اذان کو بھوک لگ رہی تھی اس نے بال کلپ میں سمیٹے اور خود کچن میں آ گئی ابھی فریزر سے گوشت نکال ہی رہی تھی کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی وہ شبانہ کا سوچ کر پلٹی مگر کچن میں بوبی آچکا تھا اس نے کسی قسم کی حیرت یا پریشانی کا اظہار نہیں کیا۔

''آؤ، تم آفس نہیں گئے۔'' گوشت کا ایک پیکٹ نکال کر اس نے ٹوکری میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں، تم بھی تو نہیں گئیں۔''

''ہاں کل سے جاؤں گی دراصل آج میرے بیٹے کا اسکول میں ایڈمیشن تھا۔'' اس نے جان بوجھ کر کہا تو وہ پھڑ پھڑا اٹھا۔

''شرمین بند کرو یہ بیٹے بیٹے کی رٹ۔''

''کیا مطلب۔''

''کوئی تمہارا بیٹا نہیں ہے، جس یتیم خانے سے لائی ہو واپس کر دو۔''

''پلیز بوبی دوبارہ ایسا مت کہنا۔'' اس نے تنبیہ کی۔

''کیوں، کیوں تم سچ نہیں بتاتیں؟'' وہ اس کے روبرو آ کر بولا۔

''دیکھو بوبی سچ یہی ہے کہ اب اذان میرا بیٹا ہے میرے لیے سب کچھ ہے۔'' اس نے ٹوکری سے آلو اور پیاز اٹھاتے ہوئے کہا۔

''اور میں......!''

''یہ تمہیں سوچنا ہے۔''

''اور ہمارا رشتہ ہماری شادی۔'' وہ بولا۔

''ہنہہ، پہلے بھی تمہاری مرضی تھی اب بھی تمہارے فیصلے پر غور کر سکتی ہوں۔'' اس نے بڑے تحمل سے کہا۔

''اور اذان۔''

''اذان تو اب میری ذات کا حصہ ہے میرے ساتھ رہے گا۔''

''اور لوگ کیا کہیں گے۔''

''اخاہ، لوگوں کی یاد آ گئی، یہ تمہارا مسئلہ ہے۔'' اسے طنزیہ ہنسی آئی۔

''دیکھو تم آل ریڈی مجھ سے سینئر ہو مگر بچے کی وجہ سے تو لوگ اور باتیں بنائیں گے میں اتنے بڑے بچے کا باپ نہیں لگوں گا۔''

''یہ تو ہے، شکر ہے تم سمجھ سکے۔'' وہ بے پروائی سے آلو چھیلنے میں منہمک رہی۔

''تو پلیز اس بچے کو واپس کر دو۔''

''بوبی یہ نہیں ہو سکتا اور آئندہ ایسا مت کہنا۔''

''تو پھر ہماری شادی کیسے ہوگی۔''

''نہیں ہوگی کیونکہ تم جذباتی نوجوان تھے اور ہو۔'' اس نے کہا۔

''مطلب تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں۔''

''نہیں، میں نے کب کہا محبت تو تم کرتے تھے جو کہ میں نے جانچ لی۔''

"تم میرا امتحان لے رہی ہو۔"
"نہیں آئینہ دکھا رہی ہوں محبت...... محبت کا رٹا لگانے والے کو سمجھا رہی ہوں کہ اپنے حق میں درست فیصلہ کرو۔"
"شرمین سوری میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"
"پلیز بوبی، اچھی بات ہے کہ تم سمجھ گئے محبت کا یہ مقام ہی نہیں تمہیں تمہاری ہم عمر بہت خوش رکھیں گی۔"
"وہ......!" وہ ہکلایا۔
"بیٹھو چائے بناؤں؟" اس نے کہا تو وہ نفی میں گردن ہلا کر چلا گیا۔

❁ ...... ❁ ❁ ...... ❁

اسے بوبی سے یہی توقع تھی۔
وہ کھانا پکاتے ہوئے مسلسل اسی کے بارے سوچتی رہی۔ لڑ جھگڑ کر ضد اور ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنے حق میں فیصلہ کروانے کے بعد وہ اس طرح ردعمل ظاہر کرے گا یہ اس نے سوچا بھی نہیں تھا اسی بات کا خدشہ تھا کہ بوبی ایک ناسمجھ اور جذباتی نوجوان ہے جسے محبت کے معنی اور مفہوم بھی معلوم نہیں جس کے لیے سب کچھ ایک کھیل جیسا ہے۔ وہ بھلا کیسے نبھا کرسکتا ہے۔ کبھی آغا جی سے ملنے پر جھگڑنا اور اب اذان کو دیکھ کر کسی قسم کا تحمل اور برداشت ظاہر نہ کرنا اعتراف تھا اس بات کا کہ وہ شاید اتنی جذباتی وابستگی ہی رکھتا ہے کہ اس کی خوب صورتی اور دلکشی کی تصویر بچپن سے دل میں رکھے اسے حاصل کرنا چاہتا ہے مگر یہ محبت نہیں تھی اس کا ادراک تھا شرمین کو بوبی کے لیے اذان کی آمد تھی تو ایک دھماکہ لیکن شرمین کو بس اتنا یقین تھا کہ وہ تحمل سے کچھ جاننا اور پوچھنا تو چاہے گا لیکن بھڑک نہیں اٹھے گا بلکہ اسے تو ایسا بھی گمان تھا کہ بوبی اذان کے معاملے میں تعاون کرے گا اس کا سہارا بنے گا اور اذان کو کمپنی دے گا کھیلے کودے گا مگر ایسا نہیں ہوا۔
"شرمین تم نے بھی تو اچھا نہیں کیا' شاید اسے کسی آزمائش میں ڈال دیا۔ صبیح احمد کی آزمائش پر تمہیں اپنی قربانی تو دینی تھی پھر بوبی کو کیوں الجھا دیا؟"
"مگر اس کی محبت بھی تو پرکھنی تھی کس قدر دعوے کرتا تھا؟" اس نے کھانا تیار کر کے ٹرے میں برتن رکھے تو اذان اس کا موبائل فون لیے آ گیا۔
"ہیلو" اس نے نمبر دیکھ کر کہا زینت آپا تھیں۔
"شرمین ایسا کیا کہا ہے کہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔"
"کچھ بھی نہیں اس نے تو اپنا فیصلہ سنایا اور چلا گیا۔"
"شرمین بوبی کو سمجھانا مشکل ہے اسے اذان کی وجہ سے پرابلم ہے۔"
"آپا، میں نے بوبی کے لیے سوچنا اس دن ہی چھوڑ دیا تھا جس دن اس نے آغا جی کے حوالے سے الزام تراشی کی تھی میں نے بوبی کے لیے فیصلہ کر لیا تھا۔"
"شرمین ایسا مت کہو، یہ میرا ارمان بھی ہے۔"
"مگر آپا ارمانوں کے سہارے بوبی کے ساتھ رہنے کا رسک نہیں لے سکتی ویسے بھی اب میری زندگی کا مقصد بدل گیا ہے۔"
"اچھا تم اذان کے باپ سے رابطہ تو کرو، اسے سمجھاؤ کہ......"
"آپا اذان کے باپ سے میرا کوئی رابطہ نہیں اور وہ شاید اب اس دنیا میں ہی نہیں۔"
"پھر اس نے تمہارے ساتھ کتنا برا کیا؟"
"آپا اس میں اذان کا کیا قصور بلکہ اچھا ہوا ہے کہ مجھے باقی زندگی جینے کا مقصد مل گیا ہے۔ بوبی جو فیصلہ کرنے سے کرنے

دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں، میں ایک نئے تجربے سے گزر رہی ہوں، میرا بوبی کی محبت کے بارے میں یہی خیال تھا۔"
"دیکھو شرمین، اذان کی آمد وہ بھی اس طرح میرے لیے حیران کن ہے بوبی تو پھر جذباتی ہے۔" زینت آپا کو ہر صورت بوبی کے لیے اس کا فیصلہ بدلنا تھا۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔
"آپا! آپ مزید بوبی سے ڈسکس کر لیجیے گا پھر جو مناسب لگا تو گنجائش نکال لوں گی۔"
"تو گھر آ جاؤ۔"
"نہیں آپا، میں آفس کل سے آؤں گی بس۔" اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔
"اچھا ٹھیک ہے۔" زینت کا لہجہ رقت آمیز ہو گیا مگر اس نے خود پر جبر کرنے کی بھرپور سعی کی فون آف کر کے کھانا لیے کچن سے باہر آ گئی۔

❀......❀❀......❀

لان میں چائے پینا آغا جی کو اچھا لگتا تھا۔ وہ بھی عارض کے ساتھ، عارض ہی اکثر مصروفیت کے باعث انہیں غچہ دے جاتا تھا مگر اب تو عارض میں بہت تبدیلی آ گئی تھی جب سے واپس لوٹا تھا انہیں وقت دیتا' باہر بہت کم جاتا' چپ سا ہو گیا تھا اس وقت بھی وہ بہت خاموشی سے چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔ ٹرالی میں کھانے کی متعدد اشیا خانساماں نے سجائی تھی مگر اس نے نہ اپنی پسند کے کباب دیکھے اور نہ اخروٹی حلوہ اور تو اور چکن کے پکوڑے تو خاص اس کے لیے بنے تھے آغا جی نے جائزہ لیا اور پھر کہا۔
"یار یہ سب میں نہیں کھا سکتا تم جوان صرف چائے انڈیل رہے ہو۔"
"بابا بھوک نہیں ہے، دل بھی نہیں چاہ رہا۔"
"غلط! آپ اس وقت کسی خاص الجھن میں ہو۔" انہوں نے اس کا عذر رد کیا۔
"نہیں بس دل نہیں چاہ رہا۔"
"شاپنگ کی؟"
"نہیں، گیا تھا پر کی نہیں۔"
"وجہ۔"
"بس، کر لوں گا۔"
"یار کوئی بات آج خاص ضرور ہے۔"
"آپ شرمین سے ملے تھے تو آپ نے کچھ خاص بات نوٹ کی تھی؟"
"نہیں تو کوئی بات خاص نہیں تھی سوائے اس کے کہ وہ تمہیں چھوڑ کر بوبی سے منگنی کر رہی تھی۔"
"اور کچھ، اس کے ساتھ کوئی سات آٹھ سال کا بچہ بھی تھا۔"
"بچہ...... بچہ کہاں سے آ گیا؟"
"یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔"
"مطلب......؟"
"مطلب یہ کہ شرمین اس کی شاپنگ کر رہی تھی بہت مانوس اور قریبی رشتہ معلوم ہو رہا تھا۔" اس نے بتایا۔
"ہو سکتا ہے کہ کوئی مہمان ہو، کسی رشتہ دار کا ہو۔"
"خیر۔" وہ بولا۔

"خیر کیا، پتا کرو، رابطہ کرلو۔"
"وہ فون اٹینڈ نہیں کررہی۔"
"تو ملنے چلے جاؤ۔"
"بابا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔"
"کوشش سے مقصد میں کامیابی ملتی ہے۔"
"بابا میرا حق ہی نہیں بنتا کہ کوئی بات کروں۔"
"صفدر سے کہو۔"
"صفدر تو خود کسی الجھن میں گرفتار ہے۔"
"چلو تم آپ اپنا خیال رکھو۔"
اسی اثنا میں ملازم نے آغا جی کو ان کا موبائل لاکر دیا۔
"ہاں، بولو۔" انہوں نے نمبر دیکھ کر براہ راست کہا۔
"بس ٹالو اسے کیا مصیبت ہے؟" آغا جی نے کہا عارض کو آغا جی کی بات نہیں سمجھ آرہی تھی۔
"ہرگز نہیں میں یہاں دیکھنا بھی نہیں چاہتا اور اس کے چند لمحوں بعد آغا جی نے کہا وہ تھک جائے گی خود ہی چپ کر جائے گی آپ بس دور رہو۔ میں نہیں آسکتا میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرادو۔" یہ سب کہہ کر انہوں نے فون بند کردیا۔
عارض نے استفہامیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔
"اگر اس لڑکی کو منہ نہ لگاتے تو وہ مصیبت نہ بنی ہوتی اور تو اور اپنی جیکٹ اسے کیوں دی، اخبارات میں اس جیکٹ کی بھی خبریں لگیں اور وہ معید صاحب کی منتیں کررہی ہے کہ اسے پاکستان بھیج دیں۔" آغا جی نے کچھ ناپسندیدہ سے لب و لہجے میں بتایا تو وہ شرمساری سے بولا۔
"بابا وہ جذباتی ہے میں نے سردی سے بچانے کے لیے جیکٹ دی تھی۔"
"لیکن وہ ایسے شو کررہی ہے کہ تم سے بہت محبت کا رشتہ ہے۔"
"چھوڑیں۔" وہ دھیرے سے بولا۔ تو وہ خاموش ہوگئے۔

❁......❁❁......❁

"کیوں آخر کیوں یاد آتی ہے، اب زیادہ کیوں تڑپا رہی ہے؟"
"تم نے ہی تو کہا تھا کہ میں تمہیں بھول نہیں سکتی۔" اس کی میٹھی آواز کانوں میں سرگوشی کی صورت رس گھول گئی۔ وہ چونک سا گیا بالکنی میں کھڑا دور تک دیکھتے ہوئے وہ شام یاد آگئی۔ جب زبردستی وہ اسے لانگ ڈرائیو پر لے گیا تھا۔ شہر سے دور، بہت دور آبادی کا نام و نشان نہیں تھا۔ وہ خوف زدہ سی ہوکر باہر تک رہی تھی تب اسے بہت اچھی لگ رہی تھی اس کے رخسار پہ آوارہ زلفیں بار بار گستاخیاں کررہی تھیں۔
"فار گاڈ سیک، عارض اب واپس چلو تم بہت دور آگئے ہو۔"
"ہمم لیکن تمہارے تو بہت قریب ہوں۔" اس نے اس کے رخسار کو چھوتے ہوئے مدہم لہجے میں کہا تھا تو وہ خود میں سمٹ گئی تھی۔
"عارض پلیز نو شاعری۔"
"کمال ہے، میری محبت و جنوں کو تم شاعری کہہ رہی ہو۔" اس نے گلہ کیا تھا۔

"عارض میں حقیقت پسند ہوں یہ شاعرانہ باتیں ہیں۔"

"جانتی ہو میرا دل کیا چاہ رہا ہے۔"

"کیا؟"

"تمہیں بانہوں میں بھر کران راستوں پر دور تک چلتا جاؤں۔"

"رہنے دو، دور سے واپسی مشکل ہو جاتی ہے۔"

"کمال ہے یار، سارے عشق پر پانی پھیر دیتی ہو، سارا موڈ خراب۔"

"ہاہاہا، بس میں ایسی ہی ہوں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"تم ٹھیک تھیں اور ٹھیک ہو، میں غلط ثابت ہو گیا ہوں میں نے دعوے ہی کیے تھے ورنہ تمہیں کیسے چھوڑ سکتا تھا، میں نے بھول کی تم ٹھیک خفا ہو ٹھیک انجان ہو میں نے بنا بات کیے تمہیں چھوڑ دیا تھا مگر پھر صبیح احمد سے مل کر تو میں نے تمہاری خوشی کا خیال کیا تھا مجھے نہیں معلوم کیوں صبیح احمد کی خاطر تمہیں بھلانے کی کوشش کی تھی مگر شرمین میں ناکام ہو گیا ہوں میں واپس آ کر تمہیں دیکھ کر تڑپ رہا ہوں کس سے پوچھوں کہ تم کیا کر رہی ہو، کس کے ساتھ ہو۔" ایک دم ہی وہ خوب صورت بچہ اس کی نگاہوں میں پھرنے لگا۔

"شرمین، کون ہے وہ؟"

"کس سے باتیں کر رہے ہو؟" پشت سے صفدر نے کہا تو وہ بری طرح چونک کر پلٹا تو صفدر غیر معمولی سنجیدگی کے ساتھ کھڑا تھا۔

"اچھا کیا جو تم آ گئے مجھے تمہاری ساتھ کی سخت ضرورت تھی۔" اس نے خوش ہو کر اسے اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"اور مجھے بھی تمہاری ضرورت یہاں لے آئی۔"

"خیریت بول کیا بات ہے؟" عارض بے تابی سے بولا۔

"نہیں پہلے تم بتاؤ کیا بات ہے؟" صفدر تو پہلے ہی بڑی ہمت کر کے آیا تھا اسے ساتھ لے جانے کے لیے تاکہ زیبا کے سامنے لے جا کر بات کرے مگر بڑی ٹوٹ پھوٹ اندر ہو رہی تھی۔

"صفدر شرمین کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"عارض اسے بھول جاؤ وہ جیسی بھی ہے جہاں بھی ہے وہ تمہاری بات نہیں سنے گی ایک ثابت قدم، مستقل مزاج لڑکی ہے۔"

"محبت میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔"

"ہنہہ، کون سی محبت جو تم اعتبار نہ کر سکے ناکردہ گناہوں کی سزا سنا دی۔" صفدر نے طنز کیا۔

"یار وہ لڑکا کون ہے۔"

"کون سا لڑکا؟" صفدر نے تعجب سے پوچھا۔

"شرمین کے ساتھ سات آٹھ سالہ لڑکا تھا وہ اسے شاپنگ کروا رہی تھی۔ وہ کون ہے بابا نے بتایا کہ اس کی بوبی سے منگنی ہو رہی ہے اور پھر وہ بچہ؟"

"منگنی تو فی الحال ملتوی ہو گئی تھی ابھی تک نہیں ہوئی بچہ تو کسی عزیز، رشتہ دار کا ہو سکتا ہے یا پھر کرائے دار کا۔"

"تو پتا کرو۔"

"ضرورت کیا ہے تم نے شرمین کو چھوڑ دیا تو بچے سے مطلب۔"

''پلیز یار۔''

''وہ اپنے گھر کے ہاف پورشن میں شفٹ ہوگئی ہے کوشش کروں گا رابطے کی فی الحال تو میرے اپنے مسائل نے جینا حرام کررکھا ہے۔''

''کیا ہوا؟''

''زیبا نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے کہ میرے پیروں تلے زمین کھسک گئی ہے۔ دل نہیں مانتا دماغ تسلیم نہیں کرتا کیا کروں؟''

''تو بھابی کو قائل کرو۔''

''نہیں کرسکتا۔''

''مجھے بتاؤ میں بات کرلوں گا اس بہانے ملاقات بھی ہوجائے گی۔''

''ہنہہ ٹھیک ہے کل پرسوں میں پروگرام بناتا ہوں۔''

''جیسے اور جب کہو۔'' عارض نے فراخ دلانہ پیشکش کی تو صفدر اسے دیکھتا رہا پھر نظریں چرالیں۔

❁ .... ❁ ❁ .... ❁

ننھی اور حاجرہ بیگم عبدالصمد کو ڈاکٹر کے پاس لے گئی تھیں۔ اس کو کچھ کپڑے دھونے تھے واشنگ مشین میں کپڑے ڈال کر باورچی خانے کی طرف آ گئی دودھ کی دیگچی چولہے پر رکھی تھی۔ اس نے چولہا بند کیا باہر نکلی تو صفدر کو صحن میں کھڑا دیکھ کر ڈر سی گئی۔ یاد آیا دروازہ بند کرنا بھول گئی تھی۔ پیلے رنگ کے سوٹ میں کھلے بالوں کے ساتھ، بنا آنچل کے وہ کسمسا سی رہی تھی۔ بھاگ کر تار سے دوپٹا اتار کر سر سے اوڑھتے ہوئے بولی۔

''آپ۔''

''میں حیران ہوں کہ شوہر سے حجاب، کاش کچھ شرم وحیا محبوب سے بھی کرلیتیں۔'' اس نے بہت طنزیہ سے لہجے میں چبا چبا کر جملہ کسا کیا۔

''آپ میرے شوہر کب ہیں؟''

''ظاہر ہے میں تو وہ بے وقوف ہوں جس کو دھوکہ دے کر تم محبوب کی یادوں سے دل بہلارہی ہو۔'' وہ اس کی طرف پشت کرتے ہوئے بولا۔

''پلیز جب ہمارے درمیان سب ختم ہونے والا ہے تو یہ طنز کرنا بند کردیں۔'' اس نے منت کی۔

''ہنہہ میرا قیمتی وقت، میرا سکون لوٹا دو، میں طنز کرنا چھوڑ دوں گا۔''

''اس کی اتنی تو قیمت وصول کرچکے ہیں کیا اب بھی کچھ باقی ہے۔ ہے تو یہ لیں گلا دبادیں میرا، مار ڈالیں مجھے۔'' وہ ایک دم اس کے سامنے آ کر گردن آگے کرکے بولی تو وہ اسے اتنے قریب آنے پر چند لمحے تکتا رہ گیا۔ سفید مرمریں نازک سی گردن جس میں باریک سی سونے کی چین نے گھیرا ڈال رکھا تھا ایک ننھا سا سیاہ تل دائیں طرف گردن کے گھماؤ پر گویا پہرہ دے رہا تھا۔

''کیا سوچ رہے ہیں قصہ ختم کریں آپ اصل مجرم تک نہیں پہنچیں گے مجھے معلوم ہے۔''

''مجرم اور محبوب میں فرق ہوتا ہے۔'' وہ ہوش میں آ کر پیچھے ہو کر بولا۔

''وہ اسی روز مرگیا تھا جس روز مجھے دھوکہ دے کر گیا تھا۔'' وہ رودی۔

''اچھا اچھا یہ ڈھونگ بند کرو اور یہ پردہ بھی ہٹ ہی جائے گا یہاں میں کوئی تماشا نہیں چاہتا گھر چلو، وہاں عارض آئے

گا اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے گا۔"

"مجھے آپ کے گھر نہیں جانا۔"

"کیوں جھوٹ کا خوف ہے۔"

"میں نے جھوٹ نہیں بولا۔"

"تو پھر چلو۔"

"ہرگز نہیں۔"

"تو پھر جھوٹ تسلیم کرلو۔"

"صفدر صاحب مجھے جھوٹا مت سمجھو۔" وہ دانت کچکچا کر بولی۔

"صرف جھوٹا تم تو فریب ہو سنہرا فریب میرے ساتھ چلو کہ حقیقت پتا چلے۔"

"مجھے نہیں جانا۔" وہ اڑ گئی۔

"ٹھیک ہے مرو، جہنم میں جاؤ تم بدکردار جھوٹی ہو میرے دوست پر الزام لگاتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آئی میں لعنت بھیجتا ہوں تم پر۔" وہ پوری شدت سے جو کچھ منہ میں آیا کہہ کر بھاری قدموں کے ساتھ چلا گیا۔ وہ وہیں تخت پر بیٹھ کر سسکیاں بھرنے لگی جبکہ اسے اپنے مضبوط اعصاب پر بھروسہ تھا خود پر کنٹرول تھا مگر اس ذلت پر رونے سے خود کو باز نہیں رکھ سکی۔ یہ سب سنتے سنتے کتنا وقت گزر گیا تھا اسے دکھ تھا کہ صفدر کو عارض پر اعتبار تھا مگر اس پر یقین نہیں۔

❀……❀❀……❀

"آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں لینے گیا تھا وہ نہیں آئی پھر آپ بدگمان کیوں ہیں؟" صفدر کے لیے ماں کو سمجھانا کس قدر دشوار ہو رہا تھا وہ اسی کو قصوروار سمجھ رہی تھی۔

"تو حاجرہ بہن کو کہتے۔"

"وہ گھر پر نہیں تھیں اور وہ خودسر، ضدی ہے اسے انہوں نے کیا کہنا تھا؟" وہ اپنے کمرے میں کتابیں سیٹ کر رہا تھا نئے گھر میں شفٹنگ ایک مسئلہ تھا۔ باقی گھر تو تقریباً سیٹ ہوگیا تھا صرف اس کے کمرے کی کتابوں کا کام باقی تھا نئی گاڑی آچکی تھی گھر کے کام کاج کے لیے ایک ملازمہ اور ایک چوکیدار رکھے جاچکے تھے۔

"مجھے عبدالصمد یاد آ رہا ہے تم اس کو لے آتے۔" وہ روتے ہوئے بولیں۔

"بھول جائیں اسے اب زیبا اس گھر میں نہیں آئے گی۔"

"نجانے تم دونوں کیا کر رہے ہو؟"

"کچھ نہیں ماما آپ کو حقیقت معلوم ہی نہیں۔"

"تو بتاؤ، میں بھی تو سنوں۔"

"امی پلیز اس کا ذکر چھوڑیں ابھی کچھ کلیئر ہونا باقی ہے پھر آپ کو بھی پتا چل جائے گا۔" وہ جھلا سا گیا جہاں آرا آنکھیں صاف کرتے ہوئے باہر چلی گئیں تو وہ کتابیں پٹخ کر بیڈ پر گر گیا۔ دماغ چیخ رہا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے، زیبا کے انکار نے نفرت کی آگ اور بھڑکا دی تھی اگر وہ سچی ہے تو آئے آ کر عارض کا سامنا کرے اس کے دماغ میں یہ بات اڑی ہوئی تھی۔

"برباد کردیا اس عورت نے مجھے میرا سکون چھین لیا اے خدا مجھے حوصلہ و ہمت دے۔" اس نے اللہ سے دعا کی۔

❖ اسے اپنے دوست پر یقین اور زیبا پر شک تھا اس لیے وہ زیبا کو ہی غلط سمجھ رہا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا کہ زیبا نے کہانی

گھڑی ہے۔ عارض کی تصویر دیکھی تو اس کا نام لے دیا مگر جانے کیوں اس کا دل عارض کو کسی طرح بھی مجرم گردانے پر آمادہ نہیں تھا گو کہ عارض کا ماضی بے حد داغدار تھا مگر اس نے کبھی کسی لڑکی کی عصمت پر ہاتھ نہیں ڈالا تھا وہ عارض کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے محبت اگر ہوئی تھی تو صرف شرمین سے جس کی آگ میں وہ آج بھی جل رہا ہے اس سے کیسے یہ پوچھے کہ وہ زیبا کا مجرم ہے۔

''نہیں نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔'' وہ تقریباً چلا پڑا۔

''کبھی کبھی انسان ایسے موڑ پر آ کھڑا ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے بھاگتا ہے وہی اسے اپنی لپیٹ میں لیے رکھتے ہیں۔ وہ زیبا کو چھوڑنا چاہتا تھا مگر اب جیسے اس کے لیے یہ مشکل بنتا جارہا تھا عبدالصمد ایک ایسا سچ بن چکا تھا کہ امی ہی نہیں وہ خود بھی اس کی جدائی میں کافی بے کل تھا۔ زیبا کو تو شاید وہ پل بھر میں چھوڑ دے لیکن عبدالصمد کا خیال آتے ہی زیبا کے لیے غصہ بڑھتا تھا اس بات پر کہ وہ جائے گی تو عبدالصمد کو لے جائے گی عبدالصمد کے بغیر تو جہاں آرا بیگم کا جینا محال تھا۔''

''میں کیا کروں، کیا نا کروں؟'' وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''صفدر، تم ہی کچھ لچک پیدا کرلو، عارض سے خود پوچھ لو۔'' ذہن میں ایک نیا خیال آیا۔

''نہیں، پھر اس سے کیا فرق پڑے گا مجھے معلوم ہے عارض ایسا نہیں کرسکتا تب میں ہمیشہ کے لیے اس کی نظروں سے گر جاؤں گا۔ میرا عزیز دوست جدا ہوجائے گا۔ زیبا پر مجھے یقین نہیں۔'' اگلے ہی لمحے پھر اس نے سوچا۔

''صفدر تم اپنے دوست کو یہ سب نہیں کہہ سکتے۔''

''ہاں یہ تو ممکن ہے کہ عارض سے زیبا خود کہے لیکن کیسے وہ وہاں گیا تو اچھا نہیں لگتا یہاں وہ آنا نہیں چاہتی، میں کیا کروں؟''

''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔''

''اور امی، امی کا کیا کروں، پوتے کی جدائی میں وہ بے قرار ہیں۔''

''صبر سے کام لو۔''

''ہاں، میں کچھ وقت سکون چاہتا ہوں تھک گیا ہوں۔'' سوال جواب کرتے کرتے وہ سچ مچ تھک گیا تو تکیے پر سر رکھ کر سو گیا۔

❁......❁❁......❁

آج شرمین نے آفس آنا تھا۔

بوبی بڑی بے تابی سے منتظر تھا بار بار آفس سے نکل کر باہر دیکھتا ریسپشن سے پوچھتا اور پھر ٹہلنے لگتا۔ زینت بیگم اپنے آفس میں جس میں شرمین بیٹھتی تھی اسی میں موجود تھیں۔ انہیں یقین تھا کہ شرمین ضرور آئے گی اور اس کے آتے ہی وہ گھر چلی جائیں گی۔

شرمین اذان کو اسکول بھیج کر کچھ تاخیر سے پہنچی تو بوبی اس کا ہاتھ تھام کر سیدھا اپنے آفس لے آیا وہ ہاتھ چھڑا کر کچھ سختی سے بولی۔

''بوبی۔ کچھ تو خیال کرو۔''

''سوری ہو دراصل میں شدت سے انتظار کررہا تھا۔'' وہ بولا۔

''خیر، بولو۔''

''شرمین پلیز کچھ تو میرا خیال کرو۔''

"کیسا خیال؟"

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں تمہارے سوا......!"

"پلیز بوبی مجھے کام کرنا ہے یہ باتیں میں بہت دفعہ سن چکی ہوں۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کیا۔

"دیکھو، میں ٹھیک سے سو نہیں پا رہا کچھ نہیں کھایا صرف تمہارے لیے سوچتا رہا۔" وہ دیوانوں کی سی صورت بنا کر بولا تو وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"کیا اسی کو محبت کہتے ہیں؟"

"شرمین......؟"

"ہمم، سن رہی ہوں۔"

"وہ بچہ۔"

"میرا ہے میں اس سے اتنی محبت کرتی ہوں کہ اس کے لیے خود کو بھی مٹا سکتی ہوں۔" وہ ایک دم سختی سے بولی۔

"ٹھیک ہے، مگر میں......!" وہ اٹکا۔

"دیکھو بوبی سچ تو یہ ہے کہ میں نے اب اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔ مجھے کوئی نیا رشتہ نہیں بنانا میں تم سے شکوہ نہیں کر رہی نہ خفا ہوں جو رشتہ تھا وہ ہی قائم رہے گا ملیں گے گپ شپ کریں گے لیکن یہ بات نہیں ہوگی، اذان کی وجہ سے نہیں بلکہ خود میں نے اپنی اور تمہاری بہتری کی وجہ سے یہ فیصلہ اذان سے پہلے کر لیا تھا۔"

"شرمین......شرمین۔"

"پلیز اب اس موضوع پر کبھی بات نہیں ہوگی اگر چاہتے ہو کہ میں یہاں سکون سے کام کروں تو اس چیپٹر کو بند کر دو، ہم چھوٹے لوگ ہیں۔ محبت کی باتیں ہمیں زیب نہیں دیتیں۔" وہ یہ کہہ کر برق کی مانند اس کے آفس سے نکل گئی اور وہ حواس باختہ کھڑا رہ گیا۔

❀......❀❀......❀

وہ کمرے میں نہیں تھا۔

جب آیا تو موبائل فون پر تقریباً وقفے وقفے سے پانچ چھ بیلز معید صاحب کی آئی ہوئی تھیں اس نے بنا توقف کے خود رنگ بیک کی۔

"السلام علیکم سر۔" معید صاحب نے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔ جی معید صاحب۔"

"سر آغا صاحب کو میرے فون کا پتا نہ چلے میں نے بہت مجبور ہو کر آپ سے رابطہ کیا ہے۔"

"نہیں پتا چلے گا بولو۔"

"سر اس لڑکی کا بہت برا حال ہے، رات دن اپارٹمنٹ کے سامنے بیٹھی رہتی ہے آپ کی جیکٹ پہنے رہتی ہے۔ بہت سمجھایا ہے۔"

"کیا کہتی ہے؟"

"مجھے پاکستان بھیج دو، مجھے پاکستان جانا ہے۔"

"پاگل ہے ہمارا کیا واسطہ؟" وہ جھنجلایا۔

"اسی لیے تو جھڑک دیتا ہوں مگر وہ بضد ہے آج آفس آ گئی تھی کچھ لکھ کر لے گئی ہے مجھے فکر ہے۔"

"آپ اس کی مالی مدد کردیں بلکہ جب تک اپارٹمنٹ کی نیلامی نہیں ہوتی آپ کچھ حصہ اس کے استعمال کے لیے کھول دیں سامان ڈلوادیں۔"

"لیکن سر اس سے تو وہ کچھ اور سمجھے گی۔"

"نہیں، اسے سمجھادیں کہ پاکستان میں اس کی کوئی جگہ نہیں۔"

"سر ویسے وہ سچ مچ آپ کو، میرا مطلب ہے محبت کرتی ہے۔" معید صاحب نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"بے کار ہے کسی صورت یہاں نہ آئے اسے اس کے ملک بھیجنے میں مدد کردیں۔"

"کہا تھا مگر وہ نہیں مانتی اس کا ایکس ہزبینڈ تو یہاں سے چلا گیا ہے وہ جان کے خطرے کی وجہ سے بھی نہیں جانا چاہتی۔"

"بہر کیف انسانی ہمدردی کے تحت کچھ مدد کردیں۔"

"اور آغا جی کو پتا چل گیا تو......!"

"تو دفع کرو میں پہلے ہی الجھن میں گرفتار ہوں کچھ دے دلا دو۔"

"چلیں ٹھیک ہے میں اس سے بات کرتا ہوں جاتا ہوں، کیونکہ ہر روز ہی میڈیا والوں میں سے کوئی نہ کوئی پہنچ جاتا ہے نیلامی کی وجہ سے اور پھر وہ وہاں موجود ہوتی ہے۔"

"کیا بکواس ہے، معید صاحب اسے کچھ رقم دے دیں یا کچھ بھی کریں وہاں سے اٹھوائیں۔" وہ سخت بے زاری سے بولا۔

"اوکے، میں کچھ کرتا ہوں۔"

"اوکے، پھر مجھے بتانا۔"

"جی بہتر۔" اور پھر فون بند کرکے وہ بے زار سا کمرے سے باہر نکل آیا یہ ایک نئی الجھن پیدا ہوگئی تھی۔

❁ ...... ❁ ❁ ...... ❁

وہ کرائے دار کو دو ماہ کی مہلت دے آئی تھی کہ مکان کا بندوبست کرلیں۔ اذان اسکول ہوم ورک کرتے کرتے شاید تھک کر سوگیا تھا اس نے بیگ اٹھایا، کتابیں سمیٹیں تو وہ کسمسایا اس کو سیدھا کرکے تکیہ سر کے نیچے رکھا مغرب کی اذان ہورہی تھی سوچا کہ جلدی سے وضو کرکے نماز پڑھ لے پھر بہت سی ضروری آفس فائلوں کو چیک کرنا تھا۔ اس کے علاوہ زینت آپا نے بہت اصرار کیا تھا کہ رات کا کھانا ان کے ساتھ کھانا ہے، سو وہ رضامندی دے آئی تھی مگر اس میں تو ابھی وقت تھا مغرب کی اذان کا وقت کیونکہ بہت مختصر ہوتا ہے۔ وضو کرکے واش روم سے باہر آئی تو موبائل فون پر مسلسل بیل آرہی تھی ہاتھ خشک کرکے اس نے کال ریسیو کرنی چاہی مگر دوسری طرف سے کسی نے مایوس ہوکر فون بند کردیا انجانا نمبر تھا۔ اس نے کچھ دیر دوبارہ آنے کا انتظار کیا پھر کچھ ذہن پر زور ڈالا کہ کس کا نمبر ہوسکتا ہے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو فون رکھ کر نماز کی فکر کی، مصلیٰ بچھایا اور نیت باندھ لی مگر اسی دوران پھر فون بجنے لگا تھا۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)